تحریکِ اسلامی کا آئندہ لائحہ عمل

جماعتِ اسلامی پاکستان کے اجتماعِ ارکان کا فیصلہ

فروری ۱۹۵۷ء کے تیسرے ہفتہ میں جماعت اسلامی پاکستان کے ارکان کا ایک اہم اجتماع بہاولپور ڈویژن کے ایک غیر معروف قریے ماچھی گوٹھ نامی میں منعقد ہوا تھا۔ اس اجتماع میں جماعت کے پچھلے کام اور آئندہ کام کے بارے میں جو فیصلہ کیا گیا ہے وہ ایک قرارداد پر مشتمل ہے۔ اور اس پر بحث کے سلسلے میں جو تقریریں کی گئی ہیں انہیں تحریکِ اسلامی سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے بڑی تعلیمی اہمیت حاصل ہے۔ اسی لیے ان صفحات میں اجتماع کی رودادکا یہ حصہ درج کیا جا رہا ہے۔

قرارداد

جماعت اسلامی پاکستان اس امر پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتی ہے کہ اب سے پندرہ سال قبل جس نصب العین کو سامنے رکھ کر، اور جن اصولوں کی پابندی کا عہد کرکے اس نے سفر کا آغاز کیا تھا، آج تک وہ اسی منزلِ مقصود کی طرف انہی اصولوں کی پابندی کرتے ہوئے بڑھتی چلی آرہی ہے۔ اس طویل اور کٹھن سفر کے دوران میں اگر اس سے اقامتِ دین کے مقصد کی کوئی خدمت بن آئی ہے تو وہ سراسر اللہ کا فضل ہے جس پر وہ اپنے رب کا شکر ادا کرتی ہے، اور اگر کچھ کوتاہیاں اور لغزشیں سرزد ہوئی ہیں تو وہ اس کے اپنے ہی قصور کا نتیجہ ہیں جن پر وہ اپنے مالک سے عفو و درگزر اور مزید ہدایت و توفیق کی دعا کرتی ہے۔

جماعت اسلامی اس بات پر مطمئن ہے کہ تحریک اسلامی کا جو لائحہ عمل نومبر ۱۹۵۱ء میں ارکان کے اجتماع عام منعقدہ کراچی میں امیر جماعت نے مجلسِ شوریٰ کے مشورے سے پیش کیا تھا وہ بالکل صحیح توازن کے

ساتھ مقصد تحریک کے تمام نظری اور عملی تقاضوں کو پورا کرتا ہے، اور وہی آئندہ بھی اس تحریک کا لائحہ عمل رہنا چاہیے۔

اس لائحہ عمل کے پہلے تین اجزا (یعنی تطہیر افکار و تعمیر افکار، صالح افراد کی تلاش و تنظیم و تربیت اور اجتماعی اصلاح کی سعی) تو جماعت اسلامی کی تشکیل کے پہلے ہی دن سے اس کے لائحہ عمل کے اجزاء لازم رہے ہیں، البتہ ان کو عمل میں لانے کی صورتیں حالات و ضروریات کے لحاظ سے اور جماعت کے وسائل و ذرائع کے مطابق بدلتی رہی ہیں۔ ان کے بارے میں جماعت اب یہ طے کرتی ہے کہ آئندہ کوئی دوسرا اجتماعی فیصلہ ہونے تک ان تینوں اجزاء کو اُس پروگرام کے مطابق عملی جامہ پہنایا جائے جو اس قرارداد کے ساتھ بطور ضمیمہ شامل کیا جا رہا ہے۔ نیز جماعت کا یہ اجتماع عام مجلس شوریٰ، اور تمام حلقوں، اضلاع اور مقامات کی جماعتوں کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ اس پروگرام پر اس حد تک زور دیں کہ لائحہ عمل کے چوتھے جزء کے ساتھ جماعت کے کام کا ٹھیک توازن قائم ہو جائے اور قائم رہے۔

اس لائحہ عمل کا چوتھا جزء، جو نظام حکومت کی اصلاح سے متعلق ہے، درحقیقت وہ بھی ابتدا ہی سے جماعت اسلامی کے بنیادی مقاصد میں شامل تھا۔ جماعت نے ہمیشہ اس سوال کو زندگی کے عملی مسائل میں سب سے اہم اور فیصلہ کن سوال سمجھا ہے کہ معاملاتِ زندگی کی زمام کار صالحین کے ہاتھ میں ہے یا فاسقین کے ہاتھ میں، اور حیات دنیا میں امامت و رہنمائی کا مقام خدا کے مطیع فرمان بندوں کو حاصل ہے یا اس کی اطاعت سے آزاد رہنے والوں کو۔ جماعت کا نقطۂ نظر ابتدا سے یہ ہے کہ اقامت دین کا مقصد اس وقت تک پورا نہیں ہو سکتا جب تک اقتدار کی کنجیوں پر دین کا تسلط قائم نہ ہو جائے۔ اور جماعت ابتدا ہی سے یہ حقیقت بھی پیشِ نظر رکھتی ہے کہ دین کا یہ تسلط یک لخت کبھی قائم نہیں ہو سکتا، بلکہ یہ ایک تدریجی عمل ہے جو غیر دینی نظام کے مقابلے میں دینی نظام چاہنے والوں کی پیہم کشمکش اور درجہ بدرجہ پیش قدمی سے ہی مکمل ہوا کرتا ہے۔ جماعت اسلامی نے اس مقصد کے لیے تقسیم ہند سے پہلے اگر عملاً کوئی اقدام نہیں کیا تھا تو اس کی وجہ مواقع کا فقدان اور ذرائع کی کمی بھی تھی اور یہ وجہ بھی تھی کہ اس وقت کے نظام میں اس مقصد کے لیے کام کرنے میں بعض شرعی موانع تھے۔ قیام پاکستان کے بعد جب اللہ تعالےٰ

نے موانع اور ذرائع دونوں فراہم کر دیے اور شرعی موانع کو دور کرنے کے امکانات بھی پیدا کر دیے تو جماعت نے اپنے لائحہ عمل میں اس چوتھے جز کو بھی، جو اس کے نصب العین کا ایک لازمی تقاضا تھا شامل کر لیا۔ اس میدان میں دس سال کی جد و جہد کے بعد اب غیر دینی نظام کی حامی طاقتوں کے مقابلے میں دینی نظام کے حامیوں کی پیش قدمی ایک اہم مرحلے تک پہونچ چکی ہے۔ ملک کے دستور میں دینی نظام کے بنیادی اصول منوائے جا چکے ہیں۔ اور ان منوائے ہوئے اصولوں کو ملک کے نظام میں عملاً نافذ کرانے کا انحصار اب قیادت کی تبدیلی پر ہے۔ اس موقع پر ایک صالح قیادت بروئے کار لانے کے لیے صحیح طریق کار یہ ہے کہ اس لائحہ عمل کے چاروں اجزا باہم توازن کے ساتھ اس طرح کام کرتے ہوئے آگے بڑھا جائے، کہ ہر جز کا کام دوسرے جز کے لیے موجب تقویت ہو، اور جتنا کام پہلے تین اجزا میں ہوتا جائے، اسی نسبت سے ملک کے سیاسی نظام میں دینی نظام کے حامیوں کا نفوذ و اثر عملاً بڑھتا چلا جائے۔ مگر یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ توازن قائم نہ رہنے کو کسی وقت بھی اس لائحہ عمل کے کسی جز کو ساقط یا معطل یا مؤخر کر دینے کے لیے دلیل نہ بنایا جا سکے گا۔

علاوہ بریں چونکہ جماعت اسلامی اپنے دستور کی رو سے اپنے پیش نظر اصلاح و انقلاب کے لیے جمہوری و آئینی طریقوں پر کام کرنے کی پابند ہے، اور پاکستان میں اس اصلاح و انقلاب کے عملاً رونما ہونے کا ایک ہی آئینی راستہ ہے، اور وہ ہے انتخابات کا راستہ، اس لیے جماعت اسلامی ملک کے انتخابات سے بے تعلق تو بہر حال نہیں رہ سکتی، خواہ وہ ان میں بلا واسطہ حصہ لے یا بالواسطہ یا دونوں طرح۔ رہا یہ امر کہ انتخابات میں کس وقت ان تینوں طریقوں میں سے کس طریقے سے حصہ لیا جائے، اس کو جماعت اپنی مجلس شوریٰ پر چھوڑتی ہے تاکہ وہ ہر انتخاب کے موقع پر حالات کا جائزہ لے کر اس کا فیصلہ کرے۔

(وہ پروگرام جس کا ذکر اس قرارداد کے پیراگراف نمبر ۳ میں کیا گیا ہے حسب ذیل ہے:)

۱- جماعت کی اندرونی اصلاح کا پروگرام

۱- تمام مقامی جماعتیں اس امر کا خاص اہتمام کریں کہ اگر ان کے ارکان اور رفقائے جماعت کے

درمیان کوئی نزاع پیدا ہو جائے تو اسے ہرگز پرورش پانے نہ دیا جائے بلکہ علم میں آتے ہی فوراً اسے دور کرنے کی کوشش کی جائے۔

۲۔ جس حلقہ کی کسی ماتحت جماعت میں کوئی خرابی رونما ہو اس کے نظم کو جلدی سے جلدی خود اس کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے، اور اگر اس کو کسی بیرونی مدد کی ضرورت ہو تو ضلع اور حلقے کے نظم سے مدد طلب کرنی چاہیے۔

۳۔ ہر حلقہ کی جماعت اپنے حلقے کے عمدہ کارکنوں کی ایک ٹیم مقرر کرلے جس سے بوقت ضرورت اصلاح حال اور کمزور علاقوں میں کام کو آگے بڑھانے کے لیے کام لیا جائے۔

۴۔ جہاں کسی حلقے کے نظم کی حالت خود قابلِ اصلاح ہو وہاں مرکز کی ہدایات کے ماتحت اصلاح حال کے لیے باہر سے کارکن بھیجے جائیں جو حالات کا مطالعہ کرکے خرابی کے اسباب متعین، اور اصلاح کی تدابیر تجویز کریں اور ان کو عملی جامہ پہنانے کی صورتیں اختیار کریں۔ اس غرض کے لیے ایک مرکزی ٹیم بھی مقرر کی جائے جس کے ارکان جہاں بھی اس طرح کی کوئی ضرورت پیش آئے بروقت بھیج دیے جائیں، اور انہیں اصلاح حال کے لیے تمام مناسب اقدام کرنے کا پورا اختیار رہے۔

۵۔ جماعت کے اندر خرابیوں کے درآنے کی ایک بڑی وجہ محاسبہ کی کمی ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ مقامی ضلعی اور حلقوں کے ہفتہ وار، سہ ماہی اور شش ماہی اجتماعات پابندی کے ساتھ منعقد کیے جائیں اور ان میں ارکان کی اخلاقی و دینی حالت، ان کے معاملات، اور جماعت کے نظم میں ان کے طرزِ عمل کا اچھی طرح محاسبہ کیا جاتا رہے۔ اور اگر کوئی کارکن اصلاح کی تمام کوششوں کے باوجود درست نہ ہو تو جماعت سے اس کے اخراج کی کارروائی میں بے جا تساہل سے کام نہ لیا جائے۔

۶۔ کارکنوں کی تربیت کے لیے تربیت گاہیں خاص اہتمام کے ساتھ برابر قائم کی جاتی رہیں اور تربیت گاہوں کے اختتام کے بعد بھی اس امر کا اہتمام کیا جائے کہ کارکنانِ جماعت قرآن و حدیث اور دینی لٹریچر کا برابر مطالعہ کرتے رہیں، تربیت کے طریقے میں اب تک کے تجربات کو ملحوظ

رکھ کر جن اصلاحات کی ضرورت محسوس کی جائے وہ مختلف حلقوں کی مجالس شوریٰ کی طرف سے ۱۵ اپریل ۵۷ تک مرکز میں بھیج دی جائیں تاکہ مرکزی مجلس شوریٰ ان پر غور کر کے تربیت کا ایک بہتر نظام تجویز کر سکے۔

۷۔ مشرقی پاکستان کے کارکنوں کی تربیت کی طرف خاص توجہ کی جائے اور اس حد تک انہیں تیار کر دیا جائے کہ وہ اپنے حلقے میں تربیت کا کام خود سنبھال سکیں۔

۲۔ علمی و فکری میدان میں کام کا پروگرام

۱۔ جماعت کا تمام ضروری لٹریچر ۱۹۵۸ء کے اختتام تک انگریزی میں منتقل کر دیا جائے۔

۲۔ علمی تحقیقات کی تربیت کا ایک ادارہ قائم کیا جائے، اور جب تک ایسا ادارہ قائم نہ ہو سکے، اس وقت تک جماعت کے ان کارکنوں سے جو اچھی علمی صلاحیتیں رکھتے ہوں، مختلف شعبوں میں کام لینے کی کوشش کی جائے اور ایسے کارکنوں پر جماعت کی دوسری سرگرمیوں کا بار نہ ڈالا جائے۔

۳۔ ایک ایسے ادارے کا قیام عمل میں لایا جائے جو اسلام سے متعلق ضروری کتابیں اردو میں منتقل کرے۔

۴۔ خواتین کے لیے ایک ایسے ادارے کا قیام عمل میں لایا جائے جو تعلیم و تربیت کا کام بھی کرے اور اسی کا ایک شعبہ خواتین کے لیے لٹریچر بھی تیار کرے۔

۵۔ مسئلہ قومیت، پردہ، تنقیحات، دعوتِ دین اور اس کا طریق کار، سود حصہ اول و دوم، اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و مبادی اور تفہیم القرآن جلد اول و دوم کو ۱۹۵۸ء کے آخر تک لازماً بنگلہ میں منتقل کر کے شائع کر دیا جائے (ان میں سے بعض کتابیں زیر تکمیل ہیں اور تفہیم القرآن کا ترجمہ بالاقساط ہفتہ وار توحید کھلنا میں شائع ہو رہا ہے)۔

۶۔ ترجمان القرآن کا بنگلہ ایڈیشن ڈھاکہ سے شائع کیا جائے۔ (سردست "جہان نو" کے نام سے ایک ہفتہ وار اخبار ڈھاکہ سے جاری کر دیا گیا ہے)۔

۷۔ ایک ایسا دارالعلوم قائم کیا جائے جس میں ضروری ترمیم اور علوم جدیدہ کے ضروری اضافے

کے ساتھ درس نظامی کی تعلیم اور اخلاقی تربیت کا انتظام ہو۔ (اس دار العلوم کا افتتاح ۱۶ شوال ۱۳۷۵ مطابق ۲۷ مئی ۱۹۵۶ء کو ڈیپر ضلع حیدر آباد میں کر دیا گیا ہے)۔

۸۔ جہاں جہاں حالات سازگار ہوں ایسے پرائمری اسکول قائم کیے جائیں جن میں محکمۂ تعلیم کے مقرر کردہ نصاب کے ساتھ دینی تعلیم اور اخلاقی تربیت کا عمدہ انتظام ہو۔

(اس طرح کے مدارس لاہور، لائل پور اور کوئٹہ میں اس وقت چل رہے ہیں)

۹۔ تعلیم بالغان کے لیے جگہ جگہ مراکز قائم کیے جائیں۔ تعلیم یافتہ ارکان اور متفقین سے اس کام کے لیے وقت لیا جائے اور ۱۹۵۸ء کے اختتام تک کم از کم ۲۵ ہزار ناخواندہ آدمیوں کو خواندہ بنایا جائے۔ خواندگی کا کم سے کم معیار یہ ہونا چاہیے کہ آدمی اردو لکھ پڑھ سکے، قرآن مجید ناظرہ پڑھنے کے قابل ہو جائے اور قرآن مجید کی کم از کم ان سورتوں کا ترجمہ سیکھ لے جو بالعموم نمازوں میں پڑھی جاتی ہیں۔ اس کے ساتھ یہ کوشش بھی کی جائے کہ ان بالغ طالب علموں کی دینی و اخلاقی حالت عملاً درست ہو اور ان میں اپنے گرد و پیش کے معاشرے کی اصلاح کے لیے کام کرنے کا جذبہ پیدا ہو جائے۔

(تعلیم بالغان کے سلسلے میں رہ نمائی اور مفصل طریق کار تجویز کرنے کے لیے جو کمیٹی بنائی گئی تھی اس کی رپورٹ تمام جماعتوں کو آغاز کار کے لیے بھیجی جا چکی ہے۔ کئی مقامات پر تعلیم بالغان کے مراکز قائم بھی ہو چکے ہیں)۔

۱۰۔ ۱۹۵۸ء کے آخر تک مغربی پاکستان میں دار المطالعوں کی تعداد پانچ سو تک بڑھا دی جائے۔

۳۔ توسیع جماعت کا پروگرام

۱۹۵۸ء کے آخر تک مغربی پاکستان میں جماعت اسلامی کے متفقین کی تعداد چالیس ہزار تک اور مشرقی پاکستان میں دس ہزار تک پہونچا دی جائے۔

۴۔ عوامی اصلاح و تربیت کا پروگرام

تمام جماعتوں، حلقہ ہائے متفقین اور دوسرے کارکنانِ جماعت کا فرض ہے کہ وہ اپنے حالات اور

وسائل کے مطابق حسب ذیل قسم کے کاموں کو اپنے ہاں زیادہ سے زیادہ کرنے کی کوشش کریں۔

۱۔ جماعت کی بنیادی دعوت کو وسیع پیمانے پر پھیلانا۔

(اس سلسلے میں تمام کارکنوں کو یہ بات پیشِ نظر رکھنی چاہیے کہ جماعت اسلامی کا اصل کام جس پر تمام دوسری سرگرمیوں کی بنا قائم ہوتی ہے، عوام الناس کو اطاعتِ خدا و رسول کی طرف بلانا، آخرت کی بازپرس کا احساس دلانا، خیر و صلاح اور تقویٰ کی تلقین کرنا، اور اسلام کی حقیقت سمجھانا ہے۔ یہ کام لٹریچر، تقریر، تعلیم، زبانی گفتگو اور تمام دوسرے ممکن ذرائع سے وسیع پیمانے پر ہونا چاہیے)

۲۔ مساجد کی اصلاح حال۔

(اس میں مسجدوں کی تعمیر، ان کی مرمت، ان کے لیے فرش، پانی اور دوسری ضروریات اور آسائشوں کی فراہمی نیز اذان، نماز باجماعت، امام، درس و تدریس اور خطباتِ جمعہ وغیرہ جملہ امور کا اطمینان بخش انتظام شامل ہے۔ اگر لوگ مسجد کی اہمیت اور اس کے مقام کو سمجھنے لگیں تو بستی اور محلہ میں مسجد سے زیادہ دل کش جگہ اور کوئی نہ ہو)۔

۳۔ عوام میں علم دین پھیلانا۔

(ظاہر ہے کہ دین کے علم کے بغیر آدمی دین کی راہ پر نہیں چل سکتا۔ اگر اتفاق سے چل رہا ہے تو اس کے ہر آن بھٹک جانے کا اندیشہ ہے۔ اگر لوگ نہ دین کو جانیں اور نہ اس پر چلیں تو اسلامی نظام کا خواب کبھی حقیقت کی شکل اختیار نہیں کر سکتا۔ اس لیے دین خود بھی سیکھیے اور دوسروں کو بھی سکھانے کا انتظام کیجیے۔ دوسروں تک اسے پہونچانے کے لیے گفتگوؤں، مذاکرات، تقاریر، خطبات، درس، اجتماعی مطالعہ، تعلیم بالغان، دارالمطالعوں اور اسلامی لٹریچر کی عام اشاعت اور تقسیم کو ذریعہ بنائیے۔ یاد رکھیے کہ دین کا علم پھیلانا ان کاموں میں سے ہے جو صدقہ جاریہ کی حیثیت رکھتے ہیں)

۴۔ غنڈہ گردی کے مقابلے میں لوگوں کی جان و مال اور آبرو کی حفاظت کرنا، عام طور پر لوگوں کو ظلم و ستم سے بچانا، شہریوں کے اندر اخلاقی فرائض اور ذمہ داریوں کے احساس کو بیدار کر کے ان کی ادائیگی پر ان کو آمادہ کرنا اور شہروں اور دیہات کی اخلاقی حالت کو درست کرنا۔

(صدیوں کے انحطاط کے نتیجے میں ہمارے معاشرے میں اب بدی اور برائی منظم، بے باک، جری اور ایک دوسرے کی پشت پناہ بن چکی ہے۔ اور نیکی اور شرافت اب انتشار، پست ہمتی، بزدلی اور کمزوری کے ہم معنی ہو کر رہ گئی ہے۔ اس صورتِ حال کو پھر سے بدلنا ہے اور نیکی اور شرافت کو منظم، بے باک اور نڈر بنا کر اسے معاشرے کے ہر گوشے میں حکمراں طاقت کی حیثیت دینا ہے)

۵۔ سرکاری محکموں اور اداروں سے عام لوگوں کی شکایات رفع کرانے میں ان کی امداد کرنا اور داد رسی حاصل کرنے میں ان کی رہنمائی کرنا۔

۶۔ بستی کے یتیموں، بیواؤں، معذوروں اور غریب طالب علموں کی فہرستیں تیار کرنا، اور جن جن طریقوں سے ممکن ہو ان کی مدد کرنا۔ اس غرض کے لیے زکوٰۃ، عُشر اور صدقات کی رقوم کی تنظیم اور بیت المال کے ذریعے ان کی تحصیل اور تقسیم کا انتظام کرنا چاہیے۔

۷۔ دیہات اور محلوں میں تعلیمِ بالغان کے مراکز اور دارالمطالعوں کا قیام اور عام لوگوں میں ان سے استفادہ کا شوق پیدا کرنا۔

۸۔ فواحش کی روک تھام اور ان کے خلاف عوامی ضمیر اور احساسِ شرافت کو بیدار کرنا۔

(فواحش کے سلسلے میں کسی ایک ہی گوشے پر نظر محدود نہیں کر دینی چاہیے بلکہ اس کے تمام سرچشموں پر نگاہ رکھنی چاہیے۔ مثلاً: ۱۔ قحبہ خانے، ۲۔ شراب خانے، ۳۔ سینما کی پبلسٹی، ۴۔ دکانوں پر عریاں تصاویر کے سائن بورڈ، ۵۔ ٹورنگ سینما اور تھیٹریکل کمپنیاں، ۶۔ مخلوط تعلیم، ۷۔ اخبارات میں فحش اشتہارات اور فلمی مضامین، ۸۔ ریڈیو پر فحش گانوں کے پروگرام، ۹۔ دکانوں اور مکانوں پر فحش گانوں کا ریکارڈنگ، ۱۰۔ قماربازی کے اڈے، ۱۱۔ رقص کی مجالس، ۱۲۔ فحش لٹریچر اور عریاں تصاویر اور جنسی رسائل، ۱۳۔ آرٹ اور کلچر کے نام سے بے حیائی پھیلانے والی سرگرمیاں، ۱۴۔ مینابازار، ۱۵۔ عورتوں میں روزافزوں بے پردگی کی وبا)۔

۹۔ رشوت و خیانت اور سفارش کی لعنت کے خلاف رائے عام کو منظم کرنا اور سرکاری حکام اور ماتحت کارکنوں میں خدا ترسی، فرض شناسی اور آخرت کی جواب دہی کا احساس بیدار کرنے کی کوشش کرنا۔

(اس غرض کے لیے ان حلقوں میں "اسلامی ریاست میں کارکنوں کی ذمہ داریاں اور اوصاف" کی عام اشاعت کی جائے اور اس بات کی کوشش کی جائے کہ عدالتوں، تھانوں اور دوسرے سرکاری دفاتر میں قرآن مجید اور حدیث شریف اور اسلامی لٹریچر میں سے مناسبِ حال آیات، احادیث اور عبارتیں کتبوں کی شکل میں آویزاں کی جائیں)۔

۱۰۔ مذہبی جھگڑوں اور تفرقہ انگیزی کا انسداد۔

(اس کے لیے مختلف جماعتوں کے مذہبی پیشواؤں سے ملاقاتیں کرکے ان کو اس کے برے نتائج سے باخبر کیا جائے کہ یہ چیز کس طرح اس ملک سے اسلام کی جڑیں اکھاڑ دینے والی ہے اور اسے کس طرح ملک کے ذہین طبقہ کے اندر علما اور مذہب کے خلاف نفرت پھیلانے کے لیے مخالفِ اسلام عناصر کی طرف سے استعمال کیا جا رہا ہے۔ نیز عام پبلک کو بھی مناسب مواقع پر اس کے نتائج سے باخبر کیا جائے اور ان سے اپیل کی جائے کہ وہ اس قسم کے فتنوں کی سرپرستی سے بالکل کنارہ کش رہیں)۔

۱۱۔ بستی کے عام لوگوں کے تعاون سے صفائی اور حفظانِ صحت کی کوشش کرنا۔

(اگر لوگ صحت و صفائی کے سلسلے میں معمولی احتیاط بھی برتنا شروع کر دیں تو وہ بہت سی وباؤں اور بیماریوں سے اپنے آپ کو اور دوسرے شہریوں کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ بہت سی احتیاطیں اور تدابیر ایسی ہیں جن پر یا تو کچھ بھی خرچ نہیں ہوتا یا بہت معمولی خرچ ہوتا ہے۔ جماعت کے کارکنوں کو چاہیے کہ اس سلسلے میں بھی عوام کی اصلاح و تربیت کریں۔ اس بارے میں ضروری رہنمائی کے لیے وہ ناظم شعبۂ خدمتِ خلق جماعت اسلامی پاکستان معرفت جماعت اسلامی کراچی اور اپنے ضلع کے ہیلتھ افسر کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔)

اس پروگرام کے مطابق کام کرتے ہوئے جماعت کے کارکنوں کو یہ بات نگاہ میں رکھنی چاہیے کہ

ہمیں ہر گوشۂ زندگی میں اسلام کے مطابق پورے معاشرے کی اصلاح کرنی ہے اور اسی پروگرام کو بتدریج ہمہ گیر اصلاح کا پروگرام بنا دینا ہے۔ کارکنوں کو اس امر کی کوشش بھی کرنی چاہیے کہ وہ اصلاح معاشرہ کے اس کام میں اپنے اپنے علاقوں کے تمام اسلام پسند اور اصلاح پسند عناصر کا تعاون حاصل کریں اور جو کوئی جس حد تک بھی ساتھ دے سکتا ہو اسے اس عام بھلائی کی خدمت میں شریک کریں۔